استعماری اجارہ داری اور فکر اقبال

ڈاکٹر سبحان اللہ٭
Dr. Suhban Allah
ڈاکٹر سلمان علی٭٭
Dr. Salman Ali

Abstract

Imperialists following the policy of resources snatching extend their boundaries and crippled the political, cultural, religious, economic and literary grooming of their colonies. This is due to the fact that they wish to be superior. To resist the developed and so called superior, the intellectuals of the developing nations condemns their policies of the developed nations. The same situation was also observed in India. The most prominent among those intellectuals was Iqbal who thrived in colonialism. The article under study contains a comprehensive discussion regarding the resistance offered by Iqbal against these imperialists.

طاقتور قوموں کا اپنی طاقت کے بل بوتے پر اپنے تصرف سے باہر کی زمینوں پر قبضہ کرنا، وہاں کے لوگوں کو غلام بنانا، ظلم، جبر اور تشدد پر مبنی یہی توسیع پسند سوچ اور غلبہ پسند خواہش استعمار کہلاتی ہے۔ نو آبادیاتی نظام اس خواہش اور سوچ کی عملی شکل ہے۔ جس میں نو آباد کار محکوم قوم کی سرزمین پر آباد ہو کر اُن کے وسائل اپنے مفادات کے لیے استعمال کرتے ہیں۔ اکسفورڈ، ایڈوانس لرنینگ ڈکشنری میں اس کی تعریف کچھ یوں کی گئی ہے:

"A policy of extending a country's power and influence through colonization, use of military force"(۱)

ہندوستان پر استعماری تسلط و اجارہ داری کی تاریخ خاصی پرانی ہے۔ دنیا کی زیادہ تر قومیں اپنی طاقت کے بل اس سرزمین کو لوٹتی رہی۔ مولانا الطاف حسین حالی نے نظم ''حُب وطن'' میں اس تاریخ کو مختصراً کچھ یوں بیان کیا ہے:

کبھی تورانیوں نے گھر لوٹا
کبھی درانیوں نے زر لوٹا

کبھی نادر نے قتل عام کیا
کبھی محمود نے غُلام کیا
سب سے آخر کو لے گئی بازی
ایک شائستہ قوم مغرب کی(۲)

استعمار ایک مخصوص سوچ، طرز عمل کا نام ہے۔ اس نظریے کے مطابق ہندوستان میں مختلف اقوام مثلاً یونانی، افغانی، ایرانی، ترک اور عرب وغیرہ کی دراندازیوں کی مختلف صورتیں بنتیں ہیں۔ مثلاً وہ اقوام جو ایک خاص مقصد کے تحت یہاں آئیں بے شک وہ یہاں کے وسائل پر قابض ہوئیں لیکن واپس نہیں گئیں اور اس سرزمین کے ہو کر رہ گئیں۔ بعض اقوام ایسی تھیں جنھوں نے یہاں کا سرمایہ بھی اپنے ملک منتقل کیا لیکن نہ یہاں پر کالونیاں بنائیں نہ تہذیبی اجارداری قائم کرنے کی کوشش کی وہ مکمل طور استعماری پالیسی کی مذکورہ تعریف پر پوری نہیں اُترتیں۔ اشتراکیت پسندوں کی طرح استعمار کو صرف سرمایہ یا اقتصادیات تک محدود نہیں کیا جاتا ہے۔ گوں کہ اس میں اقتصادیات کو بنیادی حیثیت حاصل ہے لیکن اس کے علاوہ مذہبی، ادبی، لسانی، تہذیبی، ثقافتی، سیاسی اور سماجی اُمور اس کے زُمرے میں شامل ہیں۔

ہندوستان میں استعماری تاریخ کا نیا باب سولھویں صدی میں پرتگالیوں کی آمد سے شروع ہوتا ہے۔ پرتگیز کپتان ''واسکوڈے گاما'' ۱۴۹۸ء میں یہاں آیا۔ جس کے بعد ولندیزی، ڈچ اور فرانسیسی وغیرہ یہاں آنا شروع ہوئے۔ تاہم ہندوستان پر استعماری اجارہ داری میں جو قوم سب پر بازی لے گئی وہ انگریز تھے۔ ان کا پہلا جہازی بیڑا ۱۶۰۱ء میں جیمس لین کی سربراہی میں یہاں پہنچا اور ''یسٹ انڈیا کمپنی'' کے نام سے ہندوستان میں تجارت شروع کی۔ تجارت سے زیادہ اُن کی نظر حکومت پر رہی۔ جس کے لیے منصوبہ بندی شروع ہوئی۔ خان، نواب اور سردار کو اپنے ساتھ ملایا گیا۔ مقامی لوگوں کو ایک دوسرے کے خلاف اُکسایا گیا۔ مذہب، نسب اور زبان کے نام پر تفرقے ڈالے گئے۔ یوں میر جعفر اور میر صادق جیسے غداروں کی وجہ سے کمپنی کے وابستہ چار پانچ سو ملازمین کروڑوں ہندوستانیوں پر برطانوی راج قائم کرنے میں کامیاب ہو گئے۔

جعفر از بنگال و صادق از دکن
ننگ آدم، ننگ دیں، ننگ وطن
ناقبول و نااُمید و نامراد
ملتے از کارِ شاں اندر فساد(۴)

ہندوستان میں برطانوی استعمار کو تا دیر رہنا تھا۔ یہاں کے وسائل کو استعمال کرنا تھا۔ اس سرزمین کو بطور منڈی استعمال کرنا تھا۔ اس لیے یہاں کے رہائشیوں کی زبان، تعلیم، معاش، مذہب، معاشرت اور ثقافت وغیرہ پر اجارہ داری قائم کرنے کے لیے منصوبہ بندی شروع کی گئی۔ مقامی زبانوں کے بجائے انگریزی زبان کو ترجیح دی گئی۔ مذہبی حوالے سے عیسائی پادریوں کو یہاں بلا کر عیسائیت کا پرچار شروع کیا گیا۔ جدید تعلیم کے نام پر یہاں روشن خیالی اور مذہب بیزاری کو رواج دیا گیا۔ مذہبی مشاہیر کو بدنام اور تاریخی ہیروز کو زیرو بنا کر پیش کرنے کی کوشش شروع ہوئی۔ شبلی نعمانی نے اپنی ایک نظم "مذہب و سیاست" میں یہی شکوہ کیا ہے:

آپ نے ہم کو سکھائے ہیں جو یورپ کے علوم
اس حقیقت سے نہیں قوم کو ہرگز انکار
بحث یہ ہے کہ یہ اس طرح سے بھی ممکن تھا
کہ نہ گھٹتا کبھی ناموسِ شریعت کا وقار(۵)

ہندوستان پر استعماری اجارہ داری کے پس پشت موجود جابرانہ اور آمرانہ پالیسیوں کے خلاف مزاحمت بھی شروع ہوئی جن کی کئی شکلیں ہیں۔ مثلاً عسکری مزاحمت اورنگزیب کے دور میں شروع ہوئی تاہم ۱۸۵۷ کی جنگ آزادی کے ساتھ اس کا خاتمہ ہوا۔ جنگ آزادی کے بعد قلمی مزاحمت شروع ہوئی، صحافت کے میدان میں "زمیندار"، کامریڈ، الہلال، البلاغ جیسے اخبارات شائع ہونے لگے جن میں استعماری اجارہ داری کے خلاف مضامین چھپتے رہے۔ سیاسی سطح پر کانگریس، مسلم لیگ، ہندو مہاسبھا اور آریا سماج جیسی پارٹیاں آئیں اور یوں ہندوستان میں استعماری اجارہ داری کے خلاف مزاحمت کا سلسلہ بھی شروع ہو گیا۔

اس پُر آشوب دور میں اللہ تعالیٰ نے اس سرزمین کو جس عظیم ہستی سے نوازا وہ علامہ محمد اقبال تھے۔ جن کا فکری ارتقاء استعماری طاقت کے برپا کردہ ہنگاموں میں ہوا۔ پروفیسر انور رومان نے اپنی کتاب "اقبال اور مغربی استعمار" میں دعویٰ کیا ہے کہ اقبال کے اردو کلام میں کم و بیش چار ہزار سات سو چھبیس اشعار ایسے ہیں جن میں استعمار اور استعماری اجارہ داری کے خلاف مزاحمت موجود ہے۔(۶)

اقبال نے ابتدا میں اپنی شاعری میں ہندو مسلم اتحاد کو موضوع بنایا۔ ہندوستانیت کی بات کی، لیکن استعماری پالیسی "لڑاؤ اور حکومت کرو" کے تحت ہندوستانی ایک دوسرے کے دشمن بن

چکے تھے۔ جغرافیائی سطح پر تقسیم بنگال کا واقعہ اس حوالے سے پہلا حربہ تھا جو اقبال کی شاعری کے ابتدائی دور میں پیش آیا۔ اقبال جب اعلیٰ تعلیم کے لیے یورپ گئے تو مغربی تہذیب کے علمبر داروں کو قریب سے دیکھا۔ کچھ حوالوں سے اُن سے متاثر بھی ہوئے۔ بالخصوص اُن کی حرکت و عمل، ترقی اور جدید تعلیم و ٹیکنالوجی کی طرف جھکاؤ نے انہیں فکری سطح پر متاثر کیا لیکن اُن کی کھوکھلی تہذیب اور مذہب بیزاری کو انہوں نے طنز کا نشانہ بنایا:

تمہاری تہذیب اپنے آپ ہی خودکشی کرے گی
جو شاخِ نازک پر آشیانہ بنے گا ناپائیدار ہوگا(۷)

یورپ سے واپس آئے تو طرابلس اور بلقان کی جنگیں چھڑ گئیں۔ جن میں نہتے مسلمانوں کو ظلم و جبر کا نشانہ بنایا گیا۔ اقبال اسلام اور مسلمانوں کے لیے دردمند دل رکھتے تھے یوں انہوں نے "شکوہ" کی شکل میں مسلمان قوم کا درد ربِ کائنات کے سامنے رکھنے کی کوشش کی۔ اٹلی اور فرانس کی اسلام اور مسلمان دشمنی کو دیکھ کر وہ اس نتیجے پر پہنچے کہ یہ اقوام اسلام دشمنی کے پردے میں اہلِ مشرق اور مسلمانوں کا استحصال کر رہی ہیں۔ اب مسلمانوں کو مجبوراً مدافعت کرنی پڑے گی۔ "محاصرہ ادرنہ" میں انہوں نے ان جنگوں کو حق و باطل کی جنگ قرار دیا۔

ابھی یہ غم تازہ تھا کہ پہلی جنگ عظیم شروع ہوئی۔ جنگ میں شکست جرمنی کی ہوئی لیکن سزا ترکی کو بھگتنا پڑی۔ نتیجے میں خلافت سے ہاتھ دھونا پڑا۔ عرب کی مرکزیت ختم کر دی گئی جو اسلام اور مسلمانوں کی یکجائی کا بنیادی مرکز تھا۔ ہندوستان میں انگریز سرکار کی جانب سے ہندوستانیوں کو ورغلا کر اپنے مسلمان بھائیوں کے خلاف جنگ پر آمادہ کیا گیا۔ ان کے ساتھ جھوٹے وعدے کیے گئے جس کے نتیجے میں ہندوستانیوں کو جلیانوالہ باغ کی درندگی، مارشل لا اور رولٹ ایکٹ جیسی مراعات سے نوازا گیا۔ ہندوستان میں استعماری پالیسوں کے ردعمل میں تحریک خلافت، ہجرت کی تحریک، شدھی و سنگھٹن کی تحریکیں، نہرو رپورٹ، چودہ نکات، گول میز کانفرنسیں وہ سلسلے تھے جس کے نتیجے میں اقبال نے خطبہ الٰہ آباد پیش کیا اور ہندوستان میں ایک الگ مسلم اکثریتی ریاست کا تصور پیش کیا۔ تاریخی حوالے سے دیکھا جائے تو اقبال کا عہد ہندوستان کے درد و غم سے بھرے ہوئے دورانیہ کا نام ہے جس میں اقبال کی فکر ارتقائی عمل سے گزرتی رہی۔ ہندوستان میں استعماری پالیسوں کے جتنے بھی اہم نکات ہیں اقبال نے اُن سب کی مخالفت کی اور دلیل کے ساتھ نہ صرف اُن کو رد کیا بلکہ ہندوستانیوں کو اس سے بچنے اور متبادل راستہ اختیار کرنے کا درس بھی

دیا۔ اقبال خود جدید تعلیم کے خواہاں اور حامی تھے لیکن برطانوی استعمار جدید تعلیم کے نام پر ہندوستانیوں کو جو سوچ اور فکر دینا چاہتی تھی وہ اقبال کی بصیرت افروز نگاہوں سے مخفی نہیں تھی۔

ہم سمجھتے تھے کہ لائے گی فراغت تعلیم
کیا خبر تھی کہ چلا آئے گا الحاد بھی ساتھ(۹)

بیکاری و عریانی و مے خواری و افلاس
کیا کم ہیں فرنگی مدنیت کی فتوحات؟(۱۰)

استعماری طاقتیں ایسے حربے استعمال کرتی ہیں جن کے ذریعے محکوم قوم کے ذہن میں یہ تصور پیدا کیا جاتا ہے، کہ غالب قوم ہم سے ہر لحاظ سے برتر اور تہذیب یافتہ ہے۔ جس کے نتیجے میں مغلوب اقوام کی زبان، مذہب، سرمایہ، تعلیم اور تہذیب و ثقافت پر اجارہ داری قائم کی جاتی ہے۔ ہندوستان میں بھی انگریز استعمار نے یہی پالیسی اختیار کی۔ پہلے انگریزی زبان کو یہاں کی مقامی زبان پر مقدم ٹھہرایا۔ تعلیمی نظام اپنی مرضی سے مرتب کیا۔ مذہبی حوالے سے عیسائی پادریوں نے مناظرے شروع کر کے مسلمانوں کو شکوک و شبہات میں مبتلا کیا۔ دوسری طرف مسجدوں کی بے حرمتی اور مقدس مقامات کو گرانے کا سلسلے شروع کیا۔

اقبال نے اپنی شاعری میں استعماری اجارہ داری اور اُن کی پالیسیوں کی مخالفت کی۔ اُن کے مطابق آزادی انسان اور مسلمان کا بنیادی حق ہے۔ اس لیے اپنی شاعری میں ہندوستانیوں کو جاگنے اور آزادی کے حاصل کرنے پر آمادہ کرنے کے لیے دینی و دنیاوی علوم و تواریخ سے مثالیں پیش کیں:

بندگی میں گھٹ کے رہ جاتی ہے اک جوئے آب
اور آزادی میں بحر بے کراں ہے زندگی(۱۱)

اقبال استعماری اجارہ داری، سامراج کی تعلیم و ثقافت، حکمت، تہذیب و تمدن، تدبر اور نظامت کو اسلام اور مسلمان کے لیے خطرہ تصور کرتے تھے۔ اُن کو سب سے زیادہ فکر مذہب اور تہذیب کی تھی وہ ہمیشہ ہندوستانی تہذیب سے جڑے رہے اور مغربی تہذیب کو رد کرتے رہے:

اُٹھا کر پھینک دو باہر گلی میں
نئی تہذیب کے انڈے ہیں گندے(۱۲)

نظر کو خیرہ کرتی ہے چمک تہذیب حاضر کی
یہ صناعی مگر جھوٹے نگوں کی ریزہ کاری ہے(۱۳)

اقبال نے نہ صرف شاعری میں انگریز کی استعماری اجارہ داری کی مخالفت و مزاحمت کی بلکہ عملی طور پر بھی کئی تحریکوں سے وابستہ رہے۔ جانی و مالی قربانیاں دیں۔ سیاسی میدان میں کلیدی کردار ادا کیا۔ خطبہ الٰہ آباد کی شکل میں نہ صرف ایک آزاد اور خود مختار ملک کا تصور پیش کیا بلکہ اُس کے انتظامی اُمور کا پورا منصوبہ بھی مسلم قیادت کے سامنے رکھا۔ ساتھ میں ہندوستانی نوجوانوں کی بے راہ روی، بے جا تقلید پرستی، تقدیر پرستی، ہندوستانی مکتب و مدرسہ کے فرسودہ نصاب، کاہل اُستاد، تن آساں شاگرد کو بھی تنقید کا نشانہ بنایا:

وائے نادانی کہ تو محتاج ساقی ہو گیا
مے بھی تو ، مینا بھی تو ، ساقی بھی تو ، محفل بھی تو(۱۴)

حوالہ جات

1. https://en.oxforddictionaries.com/definition/imperialism

۲۔ مولانا الطاف حسین حالیؔ، مجموعہ نظم حالیؔ، ایجو کیشنل بک ہاوس، علی گڑھ، ۱۹۹۸ء، ص:۵۶

۳۔ علامہ محمد اقبال، جاوید نامہ، اقبال اکادمی، لاہور، ۱۹۸۲، ص:۱۶۶

۴۔ شبلی نعمانی، کلیات، دارالمصنفین، شبلی اکیڈمی، اعظم گڑھ (یوپی) انڈیا، ۲۰۰۷ء، ص:۶۲

۵۔ پروفیسر انور رومان، اقبال اور مغربی استعمار، بزم اقبال لاہور، ۱۹۹۶، ص:۴۵

۶۔ علامہ محمد اقبال، کلیات، بانگ درا، اقبال اکادمی، ۲۰۰۷، لاہور ص:۱۵۱

۷۔ ایضاً، بانگ درا، ص:۲۲۲

۸۔ ایضاً، بال جبریل، ص:۱۱۱

۹۔ ایضاً، بانگ درا، ص:۲۷۲

۱۰۔ ایضاً، ص:۳۰۷

۱۱۔ ایضاً، ص:۲۸۱

۱۲۔ ایضاً، ص:۱۹۴